اپنے دلوں میں انکسار، صفائی اور اخلاص پیدا کرو

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 اپریل 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ وَ جَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا لِّیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ قُلۡ تَمَتَّعۡ بِکُفۡرِکَ قَلِیۡلًا ٭ۖ اِنَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ﴿۹﴾ اَمَّنۡ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَۃَ وَ یَرۡجُوۡا رَحۡمَۃَ رَبِّہٖ ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۰﴾ (الزمر: 9، 10)

پھر فرمایا:

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے: وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے ربّ کو پکارتا ہے۔ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے ہوئے۔ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتا ہے۔ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ وہ بھول جاتا ہے کہ اپنے ربّ کو کس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اس نے پکارا تھا۔ مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے۔ وَ جَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا اور اللہ کے شریک ٹھہرانے

لگتا ہے۔ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ تا کہ اس کے رستہ سے لوگوں کو ہٹا دے جس نے اس کا دکھ دور کیا تھا یعنی یہاں بے حیائی کی ایک انتہائی قسم بیان ہوئی ہے۔ جب مصیبت پڑتی ہے تو اس مصیبت کے وقت وہ صرف خدا ہی کو پکارتا ہے اور خالصۃً اس کو کہتے ہوئے کہ میں تیرے حضور جھک گیا ہوں اب مجھے بچالے۔ جب وہ مصیبت دور فرما دیتا ہے تو پھر اس کے خلاف اس کے علاوہ شریک بنا لیتا ہے اس نیت کے ساتھ تا کہ لوگوں کو اس کے رستہ سے گمراہ کر دے۔ پس جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ بے حیائی کی سب سے خطرناک قسم ہے۔ ضرورت پوری کی اور پھر اس کے خلاف ہو گئے اور باقیوں کو بھی خلاف کرنا شروع کر دیا یا خلاف کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا، کہہ دے کہ کچھ دیر اپنی دُنیا کے فوائد کے مزے اُڑا لو، تھوڑے سے فوائد کے مزے اڑا لو۔ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ اس بات سے کوئی بھی مفرّ نہیں کہ تم لازماً جہنم کا ایندھن بننے والے ہو، بلکہ ہو، کیونکہ جو تمہاری کیفیت ہے وہ ایک آگ کا پتا دے رہی ہے جو تمہارے دل میں بھڑک رہی ہے۔ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ سے ایسی بے حیائی کا سلوک نہیں کر سکتا جب تک اس کے دل میں کوئی خدا کے خلاف یا خدا والوں کے خلاف کینہ کی آگ نہ بھڑک رہی ہو۔ پس وہ آگ بتا رہی ہے کہ وہ ہے ہی جہنمی۔ اس کی ساری حرکتیں، ساری کوششیں اللہ سے بندوں کو دور کرنے کی یہ اس کے جہنم کی نشان دہی کر رہی ہیں۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا کیا ایسا شخص اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ جو فرمانبرداری کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں۔ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا وہ وقت گزارتا ہے رات کی گھڑیاں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کی صورت میں۔ يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وہ آخرت سے ڈرتا ہے۔ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ اور اپنے ربّ کی رحمت سے اُمید لگائے بیٹھا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ پوچھ ان سے کہ کیا یہ صاحب علم لوگ اور بے علم لوگ جو خدا کی ناشکری میں ایسے بے حیا ہو جاتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں۔؟ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ باتیں خوب کھول دی گئی ہیں، اب صرف اہل عقل چاہئیں جو اس سے فائدہ اٹھائیں ان کے سوا کوئی ان باتوں سے نصیحت حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر ایک دوسری آیت میں سورۃ صٓ میں اسی مضمون کو آگے بڑھایا گیا ہے یا دوسرے پہلو سے بیان فرمایا گیا ہے۔ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ہم نے ہرگز آسمان اور زمین کو اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے بے مقصد اور باطل پیدا نہیں کیا۔ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جو خدا کے منکر ہیں یہ ان کو وہم ہے، گمان ہے ان کا کہ یہ باطل پیدا کیا گیا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ۔ پس ہلاکت ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا آگ کے عذاب کی ہلاکت۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر باطل نہیں پیدا کیا تو لازماً یہ آگ میں پڑنے والے ہیں۔ اس کے سوا اُن کا کوئی مقصد ہی نہیں کیونکہ جو خدا پہ الزام لگاتے ہیں کہ باطل پیدا کیا ہے تو باطل کو تو اگر کوئی بنانے والا ہے تو آگ میں جھونکے گا، باطل سے تو کوئی مقصد نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ تو اپنے دعویٰ ہی سے جہنمی ثابت ہو جاتے ہیں۔ خالق کا انکار، اس پر یہ الزام کہ سب کچھ باطل، بے ہودہ یونہی بنا دیا یا یہ خیال کہ خدا نے پیدا ہی نہیں کیا تب بھی باطل ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ اپنے لئے آگ کو واجب کر لیتے ہیں۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے ان سے زمین میں فساد کرنے والوں جیسا سلوک کریں گے؟۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ اللہ اپنے اُن بندوں سے جو زمین میں امن پھیلانا چاہتے ہوں، بنی نوع انسان کے دل باندھنا چاہتے ہوں، خدا اور بندہ کے درمیان ایک مودّت کا رشتہ پیدا کرنا چاہتے ہوں، ان سے وہی سلوک کرے جو فسادیوں سے کیا جائے گا۔ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔ (صٓ:29,28) اتنی بڑی بات ہے جو ناممکن ہے، ہو ہی نہیں سکتی کہ اللہ تعالیٰ فجار، فاسق و فاجر، بدی پھیلانے والے، جھوٹ بولنے والے، ساری دُنیا میں دہریت کا پرچار کرنے والے ان لوگوں سے وہی سلوک کرے جو اپنے متقی بندوں سے کر رہا ہو یا متقیوں سے وہ سلوک کرے جو ان فجار سے کر رہا ہو۔ اس لئے لازماً انہوں نے برباد ہونا ہے اس میں ایک ادنیٰ ذرّہ بھی شک نہیں۔ ساری کائنات گواہ ہے کہ ان کے رستے بربادیوں کے رستے ہیں یہ اس سے ٹل ہی نہیں سکتے۔ جتنا مرضی چاہیں جماعت کو دھوکا دینے کی کوشش کریں لیکن اس آخری حقیقت سے وہ منہ نہیں موڑ سکتے کہ دُنیا میں بھی جہنمی رہیں گے اور آخرت میں بھی ایک بڑی جہنم ان کا انتظار کر رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تمام امور کی طرف توجہ فرماتے ہوئے ایسی پاک نصیحت فرماتے ہیں، ایسے سادہ دل میں اتر جانے والے لفظوں میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر نصیحت کی ہی نہیں جاسکتی، سوچی بھی نہیں جاسکتی۔ آپ کا ہر لفظ زندہ ہے سچائی سے بھرا ہوا ہے لیکن بد بخت جو ارادہ کئے بیٹھے ہیں کہ ہم نے سچائی کا انکار کرنا ہی ہے اور اسے نامراد کر کے دکھانا ہے ان کے کانوں پر ان باتوں کا کوئی بھی اثر نہیں پڑے گا۔ ایسے لوگ ہوسکتا ہے اس وقت یہاں یا باہر بیٹھے سن رہے ہوں ان کو میں بتا رہا ہوں کہ جو مرضی کر لو، تم لازماً نامراد ہو گے۔ تم کسی قیمت پہ کامیاب نہیں ہوسکتے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ (جو ہر وقت دلوں کو دیکھ رہا ہو) کیا اس کے آگے بھی مکّاریاں پیش جاتی ہیں۔“

ہو ہی نہیں سکتا، اللہ کے سامنے مکّاریاں کرو۔ اِدھر اُدھر دُنیا کو دھوکا دینے کی کوشش کرو اور سمجھو کہ خدا والوں کو بھی دھوکا دے دو گے۔ یہ محض تمہارے دل کا دھوکا ہے جو تمہیں برباد کرنے والا ہے۔ دل کا مرض ہے جو بڑھتا جائے گا اور آگ سے اور آگ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اللہ اپنے بندوں کو کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ فرمایا:

> ”کیا اس کے آگے بھی مکّاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بد بخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں (ہے)۔“

اکثر خدا کے منکر اسی طرح خدا کے منکر بنتے ہیں کہ پہلے ان بدبختوں کے اندر فاسدانہ خیالات پیدا ہوتے ہیں اور وہ فاسدانہ خیال چونکہ ایک دوسرے رخ پر جاری ہوتے ہیں، اللہ کی طرف نہیں ہوتے۔ خدا کی طرف فسادیوں کی پیٹھ ہوتی ہے اس لئے لازماً انہوں نے اس طرف پہنچنا ہے جہاں کا رخ اختیار کئے ہوئے ہیں اور وہ دہریّت ہے ان لوگوں نے لازماً دہریہ بننا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ”فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں (ہے) تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔“

یہ ہم نے ہمیشہ سے ہوتا ہوا دیکھا ہے اب بھی دیکھیں گے سب، ساری دنیا دیکھے گی، ساری جماعت دیکھے گی کہ ان بدبختوں کا اس کے سوا اور کوئی انجام نہیں ہے۔

’’تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔‘‘

یعنی اپنی طرف سے بڑی بڑی دلیلیں دینا اور سمجھنا کہ بہت ہم عالم و فاضل اور عاقل بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ تو ایک شیطان ہے:

’’اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔ جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریّت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو۔‘‘

یہ ہے سچائی کا راز، جس کا دل غریب اور مسکین نہیں ہے وہ کبھی بھی سچائی کو نہیں پا سکتا۔ دل کی غربت اور مسکینی ہی ہے جس پہ اللہ کے فضل کی نظر پڑتی ہے اور اس مسکین دل انسان کو ہر ہلاکت سے بچا لیتا ہے کیونکہ مسکینی میں یہ پیغام ہے کہ اے میرے ربّ میں کچھ بھی نہیں ہوں، میرے اندر کوئی ذاتی کمال نہیں، کوئی ذاتی صفات نہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے تُو نے عطا فرمایا ہے پس تو مجھ پر رحم فرما اور میری حفاظت فرما اور مجھے شیطان لعین سے نجات بخش۔ یہ دعا اللہ کے حضور مقبول ہوتی ہے۔

’’ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔‘‘

اب مسکین اور غریب نے کیا مین میکھ نکالنی ہے بیچارے نے، دنیا میں یہی نظر آتا ہے جب کوئی حکم جاری کیا جاتا ہے تو مسکین غریب بیچارے چل پڑتے ہیں اس کی پیروی کے لئے اور فاسق و فاجر اور اِبا والے کہتے ہیں تم ہمیں کس طرف بلا رہے ہو ہم ہرگز ادھر نہیں جائیں گے۔ چنانچہ مسکین اور غریب دل کی یہ تعریف ہے جیسے ہمارے سادہ، پنجاب میں دیہاتی لوگ ہوا کرتے ہیں بوڑھے، سادہ دل، پاک بدن، پاک صاف، جب بھی کوئی حکم ہوتا ہے وہ آگے چل پڑتے ہیں کبھی بھی ان کے دل میں خیال نہیں آیا کہ کیوں ہوا ہے، کیسے ہوا ہے، کیا ہوا ہے۔ فرمایا:

’’مسکین ہو اور بغیر چون چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔‘‘

بچہ والدہ کی باتوں کو کیوں مانتا ہے کبھی غور کر کے دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کا

فلسفہ سمجھ آ جائے گا۔ فرمایا ہم یونہی چون و چرا کے بغیر تعمیل کا حکم نہیں دے رہے جیسے بچہ اپنی ماں کو جانتا ہے کہ اسے وہ کبھی غلط حکم نہیں دے سکتی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام، مسیح موعود علیہ السلام کو جانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اتنا ہمدرد، اتنا بنی نوع انسان کی خیر خواہی چاہنے والا، ہو کیسے سکتا ہے کہ غلط حکم دے دے۔ پس ساتھ ہی مثال دے دی جو دلیل بن گئی۔ اب وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں یا ہیں ہی بدبخت، جن کے کانوں سے آگے بات نہیں اترتی ان کو اس بات کی سمجھ نہیں آ سکتی۔ کہتے ہیں ہم کیوں حکم مانیں، یہ تحکّم ہے، یہ زیادتی ہے، جاہل لوگ ہیں، بے وقوف ہیں وہ لوگ جو حکم مانتے ہیں۔ اُن بدبختوں کو یہ نہیں پتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دلیل دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ’’جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔‘‘ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت کو سمجھیں۔ آپؑ کی شخصیت فساد برپا کرنے والی شخصیت ہی نہیں ہے۔ ساری زندگی بنی نوع انسان کے غم میں اور ہدایت اور پاکیزگی کے غم میں آپ نے گویا ہلاک کی ہے۔ ایسی گریہ وزاری کی ہے خدا کے حضور، ایسا روئے ہیں جیسے اپنے نفس کو ہلاک کر رہے ہوں۔ ایسے شخص پر یہ بدگمانی کہ کوئی حکم دے گا اور اپنی انا کی خاطر دے گا ہماری بھلائی کی خاطر نہیں دے گا یہ گمان کرنے والا اوّل درجہ کا جاہل ہے۔ وہ ماننے والوں پر ہنستا ہے اور ماننے والوں کو خدا بتا رہا ہے کہ ان پر ہنسو یا ان پر روؤ کیونکہ ان کو کوئی عقل نہیں ہے کہ کس پر کیا الزام لگا رہے ہیں۔

’’قرآن کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں ان کی طرف کان دھرو اور اُن کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔‘‘

(ازالہ اوہام حصّہ دوم، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ: 549)

قرآن کی تعلیموں کی طرف مزید اشارہ کرتے ہوئے فرمادیا کہ میں تو قرآن کی تعلیمیں دیتا ہوں کونسی میں نے قرآن سے الگ بات کہی ہے۔ اگر مجھے نہیں مانتے اگر قرآن کو مانتے ہو تو دیکھ لو کہ قرآن کی تعلیمات تو تمام تر، سارے احکام تمہاری بھلائی کے لئے ہیں اور یہاں وہ لوگ جو دہریّہ ہیں جو قرآن کو نہیں مانتے ان کے لئے بھی ایک دلیل ہے۔ قرآن کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم بھی نہیں نکال سکتے جو بنی نوع انسان کے فائدہ میں نہ ہو۔ اگر قرآن کی تعلیمات پر عمل ہو جائے تو یہ دنیا جنت بن جاتی ہے، ایک ادنیٰ سا فساد بھی اس میں باقی نہیں رہتا۔ پھر فرمایا:

”حقیقی نور کیا ہے؟ وہ جو تسلّی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ: 65)

ایک طرف آگ ہے جو بھڑکاتی چلی جاتی ہے، بھڑکتی چلی جاتی ہے اور ساتھ آگ والوں کو بھی خاکستر کرتی چلی جاتی ہے۔ دوسری طرف نار کے مقابل پر نور ہے۔ تو جہاں آپؑ نے آگ بیان فرمایا وہاں نور کا بیان بھی آپؑ ہی کے الفاظ میں سن لیجئے۔ ”حقیقی نور کیا ہے؟ وہ جو تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔“ دلوں کو سکینت اور اطمینان تو بعض دفعہ جھوٹے توہّمات کے نتیجہ میں بھی وقتی طور پر ہو سکتا ہے اگرچہ بہت زیادہ اندرونے پر غور کرنے والوں کو پتا لگ سکتا ہے کہ یہ سکینت محض جعلی ہے، اس میں کوئی بھی سکینت والی بات نہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرما رہے ہیں، آسمان سے اترتا اور سکینت اور اطمینان بخشتا ہے، وہ کس طرح ہوتا ہے؟ نشانوں کے رنگ میں اترتا ہے۔ اب نشان وہ ہیں جو اپنی سچّائی کی خود علامت ہوتے ہیں، اب سورج سے نور اترتا ہے تو وہ تمام صفات نور میں جو زندگی بخش ہیں وہ ساری کی ساری کلیۃً سورج میں پائی جاتی ہیں۔ اگر ذرا کسی میں عقل ہو تو وہ اس حیواناتی دور پر نظر ڈال کر دیکھے کہ جب سے زندگی کا آغاز ہوا ہے زندگی کی تمام تر ضرورتیں سورج کے نور سے لی گئی ہیں۔ اس نور کو نکال لو تو مکمل اندھیرا چھا جائے گا زندگی کا پہلا قدم ہی نہیں اُٹھ سکتا۔ پس یہ نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترنا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اس کی ظاہری مثال سورج کا نور ہے۔ اب جاہل جس کو علم ہی کچھ نہیں اس کو سمجھ ہی نہیں آسکتی کہ یہ ایک قانون قدرت کے مطابق ہو رہا ہے۔ اتفاقاً نہیں ہو رہا۔ مگر جو نشان خدا کے پیارے بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں وہ تو تازہ بہ تازہ، نَو بہ نَو دکھائی دیتے ہیں۔

اب اہل علم ہونا اور ماضی میں ڈوب کر Biotic Units کا روشنی سے زندگی پانا یہ ایک بہت گہرا مضمون ہے جو ہر کس و ناکس نہیں سمجھ سکتا۔ مگر یہ مضمون تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آسمان سے جن لوگوں پر نور اترتا ہے وہ اپنے ساتھ نشان رکھتا ہے۔ اور وہ نشان ایسے نہیں ہیں جو صرف دل میں محسوس ہوں۔ وہ دیکھنے والا بھی دیکھتا ہے اور دیکھ سکتا ہے اور خدا کے بندوں کی باتوں کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کیونکہ وہ باتیں ضرور پوری ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ: 595)

اس حقیقت کو کوئی بدل کے دکھائے تو پھر اس کی باتوں پر غور ہو سکتا ہے کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہ وہ تازہ بہ تازہ، نَو بہ نَو، نور ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جس بندے پر نازل ہوتا ہے اس کو یقین سے بھر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک آنے والے نے سوال شروع کئے جو اپنے آپ کو بڑا فلسفی سمجھتا تھا۔ اس نے کہا آپؑ نے سلوک کی جتنی منازل طے کی ہیں آخر ایک مقام پہ سمجھتے ہیں کہ میں پہنچ گیا ہوں تو ذرا بتائیں تو سہی کہ ان ساری منازل کے دوران آپؑ نے کیا کیا دیکھا، کیا کیا رنگ پائے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر کلکتہ سے کوئی مسافر گاڑی پر بیٹھ کر پشاور پہنچے اور پشاور اتر جائے اس سے اگر کوئی پوچھے کہ سارے رستہ میں آپ نے ہر لمحہ بدلتے ہوئے مناظر کیا کیا دیکھے تو بتا سکے گا آپ کو؟ وہ مناظر اس وقت محسوس ہو رہے ہوتے ہیں لیکن بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تو فرمایا تم کیسی بظاہر عالمانہ باتیں کر رہے ہو اس بات میں کچھ بھی حقیقت نہیں ہے میں پہنچ گیا ہوں۔ تو اس پر اس نے اپنی طرف سے پکڑا کہ پہنچ گئے ہیں تو بتائیں کیا دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا میرا دل اس قدر یقین سے بھر گیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس یقین کو کمزور نہیں کر سکتی۔ اس کو آزما کے دیکھ لو۔ جب میں خدا کی طرف سے بات کہتا ہوں تو ناممکن ہے کہ وہ ٹل جائے۔ پس خدا کی طرف بلانے میں میرا دل کامل یقین سے بھر گیا ہے۔

(الحکم جلد 37 نمبر 18، 19 صفحہ: 10، مؤرخہ 21، 28 مئی 1934ء)

یہ وہ بات ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو دُنیا کا کوئی انسان ٹال نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اس نور کی ہر ایک نجات کے خواہش مند کو ضرورت ہے۔“

ہر شخص جو نجات چاہتا ہے اس کو اس نور کی ضرورت ہے۔ اب اس میں قرآن کریم کے تمام احکامات کی طرف اشارہ ہو گیا ہے۔ جس حکم کو آپ توڑیں گے کسی نہ کسی دکھ کو دعوت دیں گے۔ جس حکم کے دائرہ سے نکلیں گے ایک شجرہ خبیثہ کی طرف بڑھیں گے جس کا پھل کڑوا اور گمراہ کرنے والا ہے۔

پس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''(اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے) کیونکہ جس کو شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔''

بہت گہری اور عارفانہ اور دائمی حقیقت بیان فرما دی: ''جس کو شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔'' شبہ کے نتیجہ میں عذاب پیدا ہوتے ہیں یعنی خدا کی ہستی کے متعلق شبہ کرنے کے نتیجہ میں۔

''جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل:73)۔''

پس یہاں جو خدا کو نہیں دیکھ سکے اُن کی عمریں گل گئیں، ضائع ہو گئیں، بڑھے ہو گئے لیکن خدا دکھائی نہ دیا ان کے لئے یہ ایک انذار ہے کہ جیسے تم یہاں اندھے تھے ویسے ہی وہاں اندھے اٹھائے جاؤ گے اور کوئی بھی حقیقت، جو خدا شناسی کی حقیقت ہے نہ تم نے یہاں پائی نہ وہاں پا سکو گے۔ پھر فرمایا:

''اور خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشانوں سے منور کروں گا یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلا دوں گا۔''

یہ ہے اصل خدا کو پانے کی نشانی، اگر سچی جستجو ہو گی تو اللہ تعالیٰ ضرور مل جاتا ہے مگر ملتا اس طرح ہے کہ وہ دلوں کو منور کرتا ہے اس کا نور اترتا ہے وہی آسمانی نور جس کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ دلوں پر اترتا ہے اور وہ ڈھونڈنے والوں کے دلوں کو منور کر دیتا ہے۔ جب وہ نور اترتا ہے تو اس نور کو دیکھتے ہیں یعنی خدا کو دیکھتے ہیں کیونکہ ہر چیز اپنی صفات سے دکھائی دیا کرتی ہے۔ اگر صفات نکال دیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا، وجود مٹ جاتا ہے۔ پس اس حقیقت پر غور کریں کہ پھول بھی دکھائی اس لئے دیتا ہے کہ

اس کے اندر صفت ہے کہ وہ روشنی کو منعکس کرے۔ جس رنگ میں منعکس کرنے کی صفت ہے وہ رنگ دکھائی دیتا ہے اس کے اندر ایک صفت ہے کہ اپنی بو کو باہر نکالے۔ اس کے اندر Curves ہیں خاص قسم کے، اس کی پتی کے کھلنے کے انداز ہیں۔ یہ ساری صفات ہیں ان صفات کو نکال دیں تو پھول کہاں رہے گا، کچھ بھی نہیں رہے گا۔ پس اس طرح خدا کو نہ دیکھنے والے دل کے اندھے ہیں یعنی صفات الٰہی کا جن کو نور میسر نہ ہو ان کو اللہ نظر آ ہی نہیں سکتا۔ پس اللہ اگر رفتہ رفتہ بھی اپنا نور اتارے تو دیکھنے والا رفتہ رفتہ اس کو دیکھتا چلا جاتا ہے۔ کبھی ایک پہلو سے، کبھی دوسرے پہلو سے۔

فرمایا: ''خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلا دوں گا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عظیم سے عظیم تر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ خدا کے بندے اور وہ جو شیطان کے بندے ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے، ان کے اندر کوئی مشابہت نہیں۔ ان سے ایک جیسا سلوک نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ کو دیکھنے والے پھر دُنیا کو بھی دکھائی دیں گے اور اپنی عظمت سے پہچانے جائیں گے۔ ان کے کردار میں، ان کی گفتگو میں، ان کی چال میں، ان کے پیغامات میں، ان کے بنی نوع انسان سے سلوک میں ایک عظمت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس عظمت سے پہچانے جاتے ہیں کیونکہ خدا کی عظمت ان کے اندر جلوہ گر ہوتی ہے۔ جہاں بھی ان کے اندر کمزوری دکھائی دے گی اور ہزارہا ایسے سالکین ہیں جن کے سفر ابھی بہت سے باقی ہیں۔ میں خود بھی اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ بے انتہا قدم آگے بڑھنے والے باقی ہیں اور جب بھی کوئی کمزوری صادر ہوتی ہے تو میں پہچان لیتا ہوں کہ اس جگہ کوئی نور کی کمی واقع ہوئی ہے یا میں نے کوئی پردہ حائل کر دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ وہ پردہ اٹھا دیتا ہے اور میں دیکھنے لگ جاتا ہوں اور ایک اور نور اترتا ہے۔ پس اپنے نفس کی سچی شناخت سے نور اُترا کرتا ہے یہ ایک ایسا راز ہے جس کو اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ کیونکہ یہ راز ہے بھی نہیں، کھلی ہوئی حقیقت ہے اور راز بھی ہے کیونکہ دیکھنے کی آنکھ نہ ہو تو اس کھلی حقیقت کو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے سچائی کے نور سے اپنے نفس کو دیکھے اور جب دیکھے گا تو ایک روشنی پیدا ہو گی اور اللہ تعالیٰ وہاں وہ نور اتارے گا جس کی روشنی سے اس کی بدیاں ارد گرد سے ظاہر ہونی شروع ہو جائیں گی اور بھاگنی شروع ہو جائیں گی۔ تو لامتناہی سلسلہ ہے اس اقرار میں کہ ہمارے اندر ابھی بدیاں موجود ہیں ایک ذرّہ بھی انسان کو باک نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جہاں اس نے اس اقرار میں ایک باک محسوس کیا،

ایک تر دّد محسوس کیا وہیں سے اس کے سفر کا رخ بدلنا شروع ہو جائے گا۔فرماتے ہیں ’’عظمت انہیں دکھلا دوں گا۔‘‘ اس کی نشانی کیا ہے کہ اللہ نے عظمت عطا فرمائی ہے۔اب غور کر کے دیکھیں آپ کو اس کا جواب سمجھ نہیں آئے گا۔ایک تو وہ نشانی جو میں نے دی ہے باہر سے لوگ دیکھتے ہیں اور قطعی علامت کیا ہے خدا کی عطا کردہ عظمت کی۔

’’یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیچ ہو جائیں گی۔‘‘

سبحان اللہ! کتنا عظیم کلام ہے۔ ان بدبخت اندھوں کے اوپر انسان رحم کرے یا ان کی حالت پر روئے۔اسی ایک فقرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی حالت کو بے نقاب کر دیا ہے۔’’یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیچ ہو جائیں گی۔‘‘ یہ اتنا بڑا امتیاز ہے خدا کے بندوں اور غیروں کا کہ وہ عظمتوں کے پیچھے دوڑتے ہیں حرص اور لالچ کے ساتھ اور جتنی عظمتیں حاصل کرتے ہیں اور زیادہ عظمتوں کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔یہ نار جہنم ہے۔ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ (ق:31) کی آواز ان کے دلوں سے اٹھتی ہے لیکن جو خدا سے عظمت پاتے ہیں ان کے دل میں عظمتیں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں، عظمتیں دینے والا حیثیت رکھتا ہے اور عظمتیں دینے والے سے چمٹ جانے کو دل چاہتا ہے اور ایک ہی عظیم رہ جاتا ہے جو اللہ ہے اور باقی کوئی عظیم نہیں رہتا۔یہ ایک ایسی نشانی ہے جو سچائی اور مکر و فریب کی عظمتوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق کر دیتی ہے،کسی پہلو سے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

’’یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سنیں۔‘‘

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان عظیم الشان معارف کو اپنی طرف منسوب نہیں کر رہے۔فرما رہے ہیں یہی باتیں ہیں جو میں نے اللہ تعالیٰ سے سنی ہیں۔اس میں بھی ایک عجز ہے۔ بظاہر بڑائی ہے کہ میں اللہ سے سنتا ہوں مگر حقیقت میں عجز ہے کہ یہ باتیں سن کر اچانک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے اس کو یک قلم ایک طرف ہٹا دیا ہے۔فرمایا:

’’یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سنیں۔ پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہنچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔‘‘

اب یہ بھی کتنی عجیب بات ہے۔ ”حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔“ اگر حقیقت پر قدم ہے تو حقیقت تک پہنچ گئے لیکن یہ خیال بھی جاہلانہ ہے۔ ایک بہت بڑا عارف باللہ ہے جو یہ کلام کر رہا ہے۔ ساری سائنس کی کہانی اس ایک فقرہ میں بیان ہوگئی۔ جب سائنس دانوں نے حقیقت پر قدم مارے ہیں، جو حقیقت ان کے سامنے تھی، تو اس حقیقت نے اگلی حقیقتیں دکھائی ہیں۔ جب اگلی حقیقتوں پر قدم رکھا ہے تو پھر ان سے اگلی حقیقتیں دکھائی ہیں۔

اب یہ باتیں ایک بڑے سے بڑے عالم کو بھی سمجھ نہیں آسکتیں جب تک اللہ تعالیٰ نہ سمجھائے اور یہ جو تحریر میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا رہا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی تحریروں کی طرح اس میں بھی اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایسے ثبوت ہیں جو کسی طرح ٹالے نہیں جاسکتے اور جب ان پر غور کریں تو اگلا قدم لازماً دکھائی دینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ساری حقیقتوں کو قرآن کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں اور قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل پہ نازل ہوا۔ تو بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے کہ اللہ اور جس سے وہ بول رہا ہے اس کے درمیان کچھ بھی نہیں ہے لیکن ان حقیقتوں میں آنکھ کھولیں جو بیان ہو رہی ہیں تو پتا چلے گا کہ آپؑ خود اقرار کرتے ہیں جو اپنا ایسا اقرار ہے کہ جس کے سچے ہونے میں ایک ذرّہ بھی فرق نہیں۔ ابھی پہلے گزرا ہے میں قرآنی صداقتیں بیان کرتا ہوں، قرآنی تعلیمات تمہارے سامنے رکھتا ہوں۔ اب قرآنی تعلیمات رکھتے ہیں تو اپنے دل سے تو کچھ بھی نہ ہوا۔ قرآنی تعلیمات کس پر نازل ہوئی تھیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر۔

”فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔“

خیالی منصوبے سارے باطل جایا کرتے ہیں۔ خاص طور پر جماعت احمدیہ کے تعلق میں اس کو کل عالم میں پھیلانا اور اس کی باریک باریک ضرورتوں پر دھیان دینا، اس کو سچائی کے رستوں پر ڈالنا، ان بدیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا جو وہ ساتھ لے کے آئے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کو صراط مستقیم یعنی خدا تعالیٰ کی سڑک پر ڈال دینا یہ اتنے بڑے کام ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سہارا نہ ہو تو انسان ان کے بوجھ سے پارہ پارہ ہو جائے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ ہے جو طاقت بخشتا ہے اور اپنے رستے بھی دکھاتا ہے۔ فرمایا:

’’ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دُنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔(اب دیکھ لیں باقی کیا رہ گیا۔) ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا، ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن بھیجا۔سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے (پُر ہے)، سو ہم بصیرت کی راہ سے اُس دین اور اُس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے (نکل آتا ہے)۔‘‘

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ:65)

اب نفسانی جذبات اور ظلمات کو سانپ سے تشبیہ دی ہے اور سانپ جب کینچلی سے باہر نکلتا ہے تو ایک نئی زندگی پاتا ہے لیکن پھر ایک اور کینچلی چڑھ جاتی ہے کیونکہ جس نفسانی سانپ سے نکلنے کی آپؑ تعلیم دے رہے ہیں اس کے اوپر پھر کینچلی نہیں چڑھا کرتی وہ نکلتا ہے تو ہمیشہ کے لئے نکل جاتا ہے اور اس میں سانپ والی صفات مرجاتی ہیں۔پس مثالوں کا یہ مطلب نہیں کہ سو فیصدی ہر چیز پوری آئے ،غور کرنا چاہئے کہ کن معنوں میں ہے۔سانپوں کے گرد ایک کینچلی ہوتی ہے اس کینچلی نے ان کے زہروں کو، ان سب کو پرورش دی ہے ان کو باہر سے بچایا ہوا ہے۔کینچلی سے نکلتا ہے تو پھر دوبارہ تازہ ہوا میں باہر نکلتا ہے۔اگر سانپ اپنی عادات میں مجبور نہ ہو تو ایک دفعہ نکلنے کے بعد دوبارہ اس کینچلی میں نہیں جائے گا لیکن اس کے نفس کی بدعات، گندگیاں پھر ایک کینچلی بناتی ہیں۔تو مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کینچلی سے ایسا باہر آئے کہ پھر دوبارہ اس کا رُخ نہ کرے تب اللہ تعالیٰ ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے اور اسے ہر مَیل سے پاک فرماتا ہے۔

ایک اور بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی رنگ میں بار بار فرماتے ہیں وہ میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

’’ہم کیوں کر خدائے تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اِس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا (ہے) کہ تقویٰ سے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ:547)

تقویٰ پہ اتنا زور ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر تان تقویٰ پر ٹوٹتی ہے۔ آغاز تقویٰ سے، بیچ کا سفر تقویٰ سے، انجام تقویٰ سے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(الحکم جلد 5 نمبر 32 صفحہ:13 مؤرخہ 31 اگست 1901ء)

پس آپؑ فرماتے ہیں کیوں کر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیوں کر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے مجھے بار ہا یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ اب جتنے شیطان لوگ ہیں وہ اپنے دل کو ٹٹول کے دیکھ لیں تقویٰ کا نام ونشان دکھائی نہیں دے گا۔ تقویٰ والا تو سچ بولتا ہے، تقویٰ والا تو پہلے بات کو تولتا ہے پھر بیان کرتا ہے، تقویٰ والے کے دل میں کسی کو نقصان پہنچانا، فساد پھیلانا یہ ایسے تصورات ہیں جو اس کے دل میں جھانکتے بھی نہیں کیونکہ تقویٰ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ جو دیکھ رہا ہو مالک کے سامنے کھڑا ہو اس کے دل میں کیسے فساد پیدا ہو سکتا ہے۔

’’سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ (کتنا پیار سے مخاطب فرمایا ہے۔) اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں (ہے۔) سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔‘‘

اب سب نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانا یہ ہے تقویٰ یعنی کسی بری چیز سے بچنا، ٹھوکر سے بچنا۔ دن کے وقت جب آپ چلتے ہیں تو سب ٹھوکریں دکھائی دے رہی ہوتی ہیں یہاں ٹھوکر ہے، وہاں ٹھوکر ہے اور آپ ان سے بچ کے چلتے ہیں۔ پس اگر ٹھوکریں دکھائی نہیں دیں گی تو کیسے ان سے بچ سکیں گے۔ تقویٰ یہ ہے کہ اپنے خطرے کے مقامات سے آگاہی نصیب ہو۔ ہر چیز سے جو انسان

کے لئے خطرہ ہے اس کو جان لے کہ یہاں میرے لئے ٹھوکر کا سامان ہے اس سے بچ کر نکلے۔ فرمایا: ’’سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔‘‘ اب یہ کون سی مشکل بات ہے دیکھنے میں کتنا مشکل سفر تھا مگر انسان جو خدا کی طرف جانے کے سفر پر اپنے دل پر غور کرے تو اسے نظر آ رہا ہوتا ہے کہ کہاں سے بچنا چاہئے تھا اور نہیں بچا۔ باہر سے بتانے کی بھی ضرورت نہیں، ہر شخص اپنے دل کا حال جانتا ہے۔ ہر فیصلہ کے وقت جانتا ہے کہ یہاں میرے لئے بچنا ضروری تھا میں نہیں بچ سکا۔

’’اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ (لیکن یہ کیسے ممکن ہے) سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔‘‘

اگر اپنے دل میں انکساری ہی نہیں ہے تو ممکن نہیں ہے کیونکہ انکساری کے نتیجہ میں وہ نور نازل ہوتا ہے جس سے آپ رستہ دیکھ سکتے ہیں۔ پس باریک راہوں سے بچنا اور انکساری کے بغیر چلنا یہ ناممکن ہے۔ تکبر اور انا یہ دو چیزیں ہیں جو اندھیرے پیدا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایک متکبر کے لئے اس کے رستہ دکھائے پھر وہ اپنے دل کی آگ سے آگے بڑھتا ہے اور اس کا تکبر اس کو ہمیشہ ایک ٹھوکر کے بعد دوسری ٹھوکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مقام پر انکساری کو اوّل رکھا ہے۔ تمام تحریرات کا مطالعہ کر کے دیکھیں ان میں کبھی آپ کو تضاد دکھائی نہیں دے گا کیونکہ آپؑ نے انکساری سے سفر کیا تھا۔ آپؑ سے بہتر کوئی اس راز کو نہیں سمجھ سکتا تھا کہ انکساری کے بغیر سفر کا پہلا قدم ہی نہیں اٹھ سکتا۔ آپؑ کی انکساری کی مثالیں جو تحریرات میں اور نظموں اور نثر میں ملتی ہیں بے شمار ہیں اور جاہل دشمن نے جہاں سب سے زیادہ نور تھا وہیں اس پہ حملہ کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انکساری پر مذاق اڑایا ہے کہ جس کا اپنا اقرار ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں اس کے پیچھے چل رہے ہو۔ جو مانتا ہے کہ میری کوئی حیثیت ہی نہیں، میں تو ایک کیڑے کی طرح ہوں وہ اس اقرار کے بعد دُنیا کی راہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔ یہ ملّاں اور ملّانوں بدبختوں کی عقل ہے حالانکہ اس کے بغیر ہدایت کا سفر شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ ہدایت سے عاری ہیں۔ وہ دُنیا کو ہدایت دے ہی نہیں سکتے کیونکہ تمام ملّانوں میں تکبر اور نفس کی بڑائی پائی جاتی ہے اور تمام دہریوں میں تکبر اور نفس کی بڑائی پائی جاتی ہے۔ جس شخص کو پہچاننا ہو کہ یہ شیطان ہے اس کے اندر انا کو ڈھونڈو۔ قرآن کریم نے دو باتیں بیان

فرمائی ہیں کہ کیا تو نے تکبر کی راہ اختیار کی اے شیطان! یا اپنے آپ کو بڑا سمجھا، اونچا سمجھا۔ یہ دو باتیں ہیں جو شیطان کا تعارف کروانے کے لئے بنیادی باتیں ہیں۔ جو شخص بھی اپنے آپ کو متکبر بنائے اور سمجھے کہ میں نے ہر چیز اپنی کوشش سے پالی ہے اور میں بہت بڑا ہو گیا ہوں وہاں سے شیطانیت کا پہلا قدم اٹھتا ہے اور آخری قدم بھی پھر یہی ہے اور دوسرا اعَلاَ کا دعویٰ کرے میں بہت بلند ہوں، مجھے کیا ضرورت ہے خدا یا خدا والوں کی میں تو اپنی ذات میں ہی بہت بلند ہوں۔ ایسے شخص کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کوئی بھی سفر ہدایت کی طرف نہیں کر سکتا، نہ ہدایت دے سکتا ہے۔ چنانچہ جتنے مولوی آپ کو دکھائی دیں گے ملاّنے، مُلنٹے جنہوں نے فساد برپا کر رکھا ہے ان کے اندر لازماً یہ دو باتیں پائی جائیں گی۔ تکبر اور اپنے آپ کو اونچا سمجھنا اور ہر چیز اس کے مقابل پر حقیر دکھائی دے گی۔ فرمایا: ”سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔“

اب صرف تکبر سے پاک کرنا نہیں ہے بلکہ دلوں میں صفائی پیدا کرو۔ بظاہر تکبر اور عَلاَ کے دور ہونے سے ایک صفائی ہو جاتی ہے مگر اور بھی بہت سے محرکات ہیں جن کے نتیجہ میں گند پھیلا ہوا دکھائی دے گا۔ پہلے بڑی چیز کو نکالو جو گند کا منبع ہے اس کو تو دور کرو جیسے گھروں میں صفائیاں ہوتی ہیں پہلے بڑی بڑی خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے، اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ اب اس میں کچھ اور کام ہو سکتا ہے پھر باریک صفائی ہوتی ہے اور جنہوں نے نئے گھر بنائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس میں کتنی محنت لگتی ہے۔ پہلی صفائی بہت بڑی بڑی صفائی ہونے والی دکھائی دیتی ہے، سمجھتے ہیں کہ اب کام ختم ہو گیا اور جب کام ختم ہوا تو کام شروع ہوتا ہے۔ مجھے بھی ایک دعوت دینے والے نے جنہوں نے نیا گھر بنایا تھا دعوت دی اور کہا کہ بس آپ دیکھ لیں اب یہ موٹی موٹی باتیں ہیں یہ ٹھیک ہو جائیں گی تو پھر ہم آپ کو بلائیں گے۔ موٹی باتیں ٹھیک ٹھاک ہوئے ہوئے چھ مہینے سے زیادہ گزر گئے۔ میں نے کہا بلاتے کیوں نہیں اب۔ انہوں نے کہا جو باریک صفائی ہے اس میں بڑا وقت لگ رہا ہے، ایک چیز صاف کرتے ہیں دوسری نظر آ جاتی ہے اور باہر سے اوروں کو بھی ہم بلاتے ہیں ساتھ مدد کرنے کے لئے لیکن صفائی نہیں ہو چکتی۔ یہ بالکل سچی بات ہے یہی نفس کا حال ہے، یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ صفائی کے

بعد پھر جو قدم بھی اٹھاؤ گے، جس کو بھی بلاؤ گے پیار سے بلاؤ، محبت سے، خلوص کے ساتھ بلاؤ دکھانے کی خاطر نہیں۔ پس جب اپنے گھروں میں دعوت دو ان چیزوں پر عمل درآمد کے بعد، یہاں دل کے گھروں کی بات ہو رہی ہے فرمایا پھر اخلاص دیکھنا تمہارے اخلاص کے نتیجہ میں کوئی آئے گا۔ اخلاص میں کمی ہوگی تو کوئی نہیں آئے گا۔ اب ہم نے دیکھا ہے کہ بندوں کو، انسانوں کو اخلاص کا پورا علم نہیں ہوتا اس لئے ایسے گھروں میں وہ چلے جاتے ہیں لیکن اللہ کو علم ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اپنی دانست میں ساری صفائیاں کر کے گویا مجھے بلایا جا رہا ہے اس وجہ سے کہ دُنیا کو میرا تعلق دکھائیں۔ اب یہ بھی دھوکا ایک باقی رہتا تھا۔ فرمایا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے جھانک کے بھی نہیں دیکھنا اگر تمہارے اخلاص میں کمی آ گئی۔ چنانچہ قرآن کریم نے مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ (الزمر: 3) کے مضمون کو بار بار کھولا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جب تک دین کو اللہ کے لئے خالص نہیں کرو گے وہ نہیں آئے گا جب خالص کر لو گے تو وہ گھر تمہارا گھر کہاں رہا وہ تو اللہ کا گھر بن گیا اور اپنے گھر میں خدا نہ آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات ہاتھ پکڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں سے سفر شروع کراتی ہیں اور آگے بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچ جاتی ہیں جہاں انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آسان رستے، حقیقت پر مبنی رستے، عقل کو روشن کرنے والے رستے، ہلکے قدموں کے ساتھ بڑی بڑی بلندیاں طے کرنے کے راز۔ یہ باتیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے عیاں ہیں۔ ”اخلاص پیدا کرو“ کے بعد پھر دوبارہ زور دیا ہے۔

> ”سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ (یہ فرضی باتیں نہ سمجھو سچ مچ تمہیں بننا پڑے گا) کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ: 547)

اگر ان باتوں پہ عمل نہیں کرو گے تو ایسے بیج دبے ہوئے کہیں پڑے ہوں گے وہ پھوٹ سکتے ہیں۔ تو ایسی صفائی کرو کہ ایسے بیج جن سے غلط کونپلیں پھوٹ سکتی ہیں ان کا صفایا کر دو تو دوسری صفائی ظاہری صفائی نہیں بلکہ اندرونی صفائی ہے۔

اب یہ بھی دیکھا گیا ہے ایسی حقیقت ہے جو دُنیا میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ ایک عمارت جماعت نے خریدی تھی گلاسگو میں۔ میں بھی موقع پر گیا تھا، جب ساری صفائی ہوگئی اور لگا کہ اب چمک اٹھی ہے

تو پھر اندر سے وہ Dry-Rot کی کھائی ہوئی چیزیں دکھائی دینے لگ گئیں۔ اوپر کی صفائی میں ان تمام شرائط کو پورا کر دیا گیا تھا جو عمارت کے نقائص تھے ان کو دور کر دیا گیا جو باریک صفائی کے تقاضے تھے ان کو پورا کر دیا گیا۔ جب عین سب کچھ مکمل ہو گیا تو میں نے جا کے دیکھا اوّل تو تھوڑا سا میرا رستہ ایک جگہ سے روک رہے تھے دوسری چیزیں دکھا رہے تھے لیکن آخر دکھانا تھا۔ میں نے جو اوپر جا کر دیکھا میں نے کہا ہیں! اناللہ یہ کیا چیز ہے؟ کہ یہ کچھ خرابی، تختہ ہل رہا ہے اور یہ ہے، وہ ہے حالانکہ وہ خرابی ایسی تھی جو ساری عمارت کو کھانے والی تھی اور جب تحقیق ہوئی تو پتا چلا اندر کی صفائی نہیں ہوئی جو اندر گہری صفائی ہوتی ہے وہ زہریلے بیج ابھی پڑے ہوئے تھے۔ جب کمپنی والوں کو بلا کر دکھایا تو انہوں نے کہا یہ Dry-Rot تو لوہے کو بھی کھا جائے گی، کچھ باقی نہیں چھوڑے گی اس عمارت کا۔ جب تک تلاش کر کر کے اس کے ہر ذرّہ کی بیخ کنی نہ کی جائے جس کے لئے اب دُنیا میں ایسی دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں جن سے Dry-Rot کو مارا جا سکتا ہے، پہلے نہیں تھیں۔ چنانچہ بہت بھاری قیمت پر ان دواؤں کا استعمال کیا گیا۔ ہمارے خدام نے بڑی وہاں اخلاص سے خدمت کی ہے اللہ انہیں جزا دے۔ بڑی دور دور سے گئے ہیں وہاں۔ لندن سے بھی وہاں گئے، ہارٹلے پول وغیرہ سے بھی گئے۔ بریڈفورڈ سے بھی گئے اور ان سب نے مل کر ان تھوڑے خدام کی مدد کی جو گلاسگو کے رہنے والے تھے اور وہ چیز جس کے لئے وہ 1/5 لاکھ پاؤنڈ طلب کر رہے تھے وہ 20 ہزار پاؤنڈ میں ساری پوری کر دی۔ یہ اخلاص والے بندے ہیں، اپنی تکلیف نہیں دیکھتے، اپنا دکھ نہیں دیکھتے، حکم کی تعمیل کرتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ جس نے حکم دیا ہے ہمارا خیر خواہ ہے اور پھر اس کے ایسے پاک نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ اب چونکہ وقت ہو گیا ہے باقی نشان ڈال لیں جہاں تک ہے۔ یہ پہلا بنڈل ہی ختم نہیں ہونا کیونکہ اس میں اور اور باتیں آتی جاتی ہیں۔ چلتا جائے جتنا دیر مرضی۔